ISSN : 2348-2257

ماہ نامہ

تہذیب الاخلاق

فروری ۲۰۲۲ء

₹20/-

ادارۂ تہذیب الاخلاق و نشانات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اشاعت کا ۱۵۲واں سال * یو جی سی سے منظور شدہ * ISSN: 2348-2257

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER
تہذیب الاخلاق

جلد ۴۱
شمارہ ۲

فروری ۲۰۲۲ء
جمادی الثانی / رجب المرجب ۱۴۴۳ھ

بانی
سر سید احمد خاں

مدیر
محمد سعود عالم قاسمی

نائب مدیر
احمد مجتبیٰ قریشی

فی شمارہ	=/20 روپے	زر سالانہ =/200 روپے	زر سالانہ اے ایم یو طلبہ کے لیے =/100 روپے
بیرونی ممالک (ہوائی ڈاک)	30 $ امریکی ڈالر		بیرونی ممالک (عام ڈاک) 15 $ امریکی ڈالر
لائف ممبر شپ (اندرون ملک)	=/2000 روپے		لائف ممبر شپ (بیرون ملک) 300 $ امریکی ڈالر

Editor, Tahzibul Akhlaq, SBI, AMU Branch, Aligarh, A/C No.10612179386, (IFSC: SBIN0005555)

ترسیل زر کا پتہ
ایڈیٹر، تہذیب الاخلاق ونشانت، ڈی ۔ ۷، شبلی روڈ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ ۔ ۲۰۲۰۰۲ ۔ یوپی (انڈیا)
فون: ۲۷۰۳۰۲۷ (۰۵۷۱) / ۲۷۰۰۹۲۰-۱۲۳۰

Owner: Aligarh Muslim University, **Printer, Publisher:** Registrar (A.M.U.), **Printed at:** Litho Offset Printers, Achaltal, G.T. Road, Aligarh, (U.P.), **Published at:** Office of the Tahzibul Akhlaq, D-7, Shibli Road, A.M.U., Aligarh. (U.P), **Editor:** Prof. M. Saud Alam Qasmi, **Phone:**0571-2700920, Ext. 1230, **Annual :** 200/- Rupees, **Per copy:** 20/- Rupees, **Website**:-www.amu.ac.in/tahzeeb.jsp / **E-mail:**tahzibulakhlaq.aligarh@gmail.com / tahzibulakhlaqamu@yahoo.com

فہرست

اداریہ	مدیر	۵
ماحولیات دنیا کے لیے ایک چیلنج	ڈاکٹر محمد صلاح الدین	۸
مسلمانوں کو درپیش داخلی چیلنج	پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی	۱۳
معذوری اور انسانی خدمات کے پیشے	محمد آفتاب عالم	۱۹
اسلامی تاریخ میں نظامِ عدل	ذیشان سارہ	۲۷
ہندو مذہب کا عقیدۂ آخرت	ڈاکٹر محمد احمد نعیمی	۳۴
حضرت علیؓ کا عہدِ خلافت	ڈاکٹر ندیم اشرف	۴۴
ہندو مسلم تعلقات کی خوش گوار یادیں	ڈاکٹر محمد اسماعیل اصلاحی	۴۸
عالمی یوم کینسر	ڈاکٹر عبدالمعز شمس	۵۶
مجاؔز کی شاعری	ڈاکٹر سلیم انور	۶۱
باکمال پرندہ ہے اقبال کا شاہین	ڈاکٹر فیاض الدین طیب	۶۵
علامہ شبلی- دو نایاب نظمیں	ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی	۷۱
متاعِ فکر	پروفیسر عبدالرحیم قدوائی	۷۳

تہذیب الاخلاق کے مضامین میں جن خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے ضروری نہیں کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ان سے متفق ہو۔
پرنٹر و پبلشر رجسٹرار (اے. ایم. یو علی گڑھ) نے لیتھو آفسیٹ پرنٹرس کے توسط سے چھپوا کر ادارۂ تہذیب الاخلاق و نشانت، ڈی. ے، شبلی روڈ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ سے شائع کیا۔

ماہنامہ تہذیب الاخلاق — جلد:۴۱، شمارہ:۲، فروری ۲۰۲۲ء

ذیشان سارہ *

اسلامی تاریخ میں نظامِ عدل

اسلام نے نظامِ قضاء کے اُصول اور آداب واضح کر دیئے ہیں۔ اس سلسلہ میں احادیث کے اندر متعین ہدایات دی گئی ہیں۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ نے مختلف قاضیوں کو صوبوں کے گورنر کی حیثیت سے بھیجا اور ان کو قضاء کے اُصول اور آداب سے متعلق خطوط لکھے۔ ان میں نمایاں وہ خط ہے جو آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا، جو تاریخ میں 'کتاب سیاستہ القضاء وتدبیر الحکم' کے نام سے مشہور ہے[۱] اور جو ہمیشہ کے لیے قضاء کے مستحکم اُصول کے طور پر مرتب ہو گئے۔ اسلام کی یہ ہدایات درج ذیل ہیں:

۱- قضاء ایک خدائی فریضہ ہے اور آنحضرتﷺ کا واجب التعمیل حکم اور طرزِ عمل۔ اگر آپ کے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس کو اچھی طرح سمجھ لیجیے اور اس کو نافذ کیجیے، اس لیے کہ اس حق کے اظہار کا کوئی فائدہ نہیں جو نافذ نہ ہو۔

۲- فریقین کے ساتھ برابری کا برتاؤ کیجیے، تاکہ کمزور آپ کے عدل سے مایوس نہ ہو جائے اور قوی ظالم اس سے بے جا فائدہ نہ اُٹھائے۔ پس قاضی کو چاہیے کہ گفتار، کردار اور لب ولہجہ وغیرہ میں دونوں فریقوں سے بالکل یکساں سلوک کرے۔ قاضی اشاروں اور انداز نشست میں بھی عدل سے کام لے، یعنی ایک فریق کی طرف زیادہ دھیان دینا، یا اس کی طرف رُخ کر کے بیٹھنا اور اُس کی بات بھرپور توجہ سے سننا اور دوسرے کی بات توجہ سے نہ سننا بھی عدل کے منافی ہے[۲]

۳- بارِ ثبوت مدعی پر ہے اور مدعا علیہ پر قسم۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کے حق میں فیصلے محض ان کے دعووں کی بنا پر کر دیے جائیں تو لوگ دوسروں کی جان و مال کے دعوے دار بن بیٹھیں گے۔ اس لیے مدعی پر بارِ ثبوت ہے اور انکار کرنے والے پر قسم''[۳]

یہ شریعت کا اُصول ہے کہ اوّل تو مدعی سے ثبوت مانگا جائے گا، اگر وہ ثبوت فراہم نہ کر سکے اور اسے اپنے دعویٰ کی صحت پر اصرار ہو تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی۔ مدعا علیہ کے قسم کھا لینے سے فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ بات اہمیت نہیں رکھتی کہ مدعا علیہ کے جھوٹی قسم کھا لینے کا خطرہ ہے، کیوں کہ اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس کا وبال اُسی پر ہوگا۔ آپؐ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: ''کسی کی چرب زبانی کو دیکھ کر اگر میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں جب کہ حق اس کا نہ ہو تو وہ اُسے نہ لے، اس لیے کہ یہ ایک آگ کا ٹکڑا ہوگا جو میں اُسے دوں گا''[۴]

۴- فریقین میں ہر قسم کی صلح جائز ہے، سوائے اس صلح کے جو حلال کو حرام کر دے اور حرام کو حلال۔

۵- فیصلے کے بعد بھی اگر حق ظاہر ہو جائے تو ہر گز حق کی

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد-۵۰۰۰۳۲ (تلنگانہ) انڈیا — ای میل: zeeshan.sarah01@gmail.com

طرف رجوع کرنے سے نہ رُکیں، کیوں کہ باطل پر اڑے رہنے سے اچھا ہے کہ حق کی طرف رجوع کرلیا جائے۔

۶- اگر درپیش مسئلہ کے متعلق قرآن وسنت میں کوئی چیز نہ ملے تو خوب غور کیجیے اور نظائر و مشابہ کو دیکھ کر قیاس کیجیے۔

۷- اگر مدعی اپنا حق ثابت کرنے یا ثبوت پیش کرنے میں مہلت چاہے تو اسے مہلت دی جائے۔

۸- ہر مسلمان کی گواہی دوسرے مسلمان کے لیے قابلِ قبول ہوگی سوائے ان کے جن پر حد جاری ہوئی ہو، یا جن کے بارے میں مشہور ہو کہ وہ جھوٹی گواہی دیتا ہے، یا کسی خاص رشتہ دار کی گواہی۔

۹- مجلسِ عدالت میں غصہ، غرور، تکبر، لوگوں کو جھڑکنے اور حق بات پر ناگواری سے بچیں، خدا سب کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے اسی لیے سب کو اپنا معاملہ صاف رکھنا چاہیے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بیٹے کو لکھا ''تم دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرنا''، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ''کوئی حاکم دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی حالت میں ہرگز فیصلہ نہ کرے''۔[۵]

گواہی کے اصول اور احکام

قضاء کے اُصولوں میں سے ایک اہم اُصول ''گواہی'' ہے۔ قرآن وحدیث میں گواہی دینے کی تاکید کی گئی ہے، اور اس کو چھپانے سے منع کیا گیا ہے اور جھوٹی گواہی پر سخت وعیدیں بتائی گئی ہیں۔ گواہی کے سلسلہ میں اسلام کی ہدایات درج ذیل ہیں:

i. گواہان کی تعداد:

وَاسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ من رِّجَالِكُمۡ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ (البقرہ:۲۸۲) [اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی اس پر گواہی لے لو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں]

ii. صاحبِ عدل کی گواہی:

''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا شَهَادَةُ بَيۡنِكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ حِيۡنَ الۡوَصِيَّةِ اثۡنٰنِ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ (المائدہ:۱۰۶) [اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لیے شہادت کا نصاب یہ ہے کہ تمہاری جماعت میں سے دو صاحبِ عدل آدمی گواہ بنا لیے جائیں۔]

iii. انصاف کے ساتھ خالص اللہ کے لیے گواہی دی جائے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ (النساء:۱۳۵) [اے لوگو جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علم بردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو۔]

iv. گواہی کو چھپانے کے ممانعت:

وَلَا يَاۡبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوۡا (البقرہ:۲۸۲) [گواہوں کو جب گواہ بننے کے لیے کہا جائے تو انھیں انکار نہیں کرنا چاہیے۔]

وَلَا تَكۡتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنۡ يَّكۡتُمۡهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلۡبُهٗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ (البقرہ:۲۸۳) [اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ، جو شہادت چھپاتا ہے اُس کا دل گناہ میں آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔]

v. گواہی چھپانے والا اللہ کے نزدیک ظالم ہے:

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَتَمَ شَهَادَةً عِنۡدَهٗ مِنَ اللّٰهِ (البقرہ:۱۴۰) [اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کے ذمہ اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اُسے چھپائے۔]

vi. گواہ کو نہ ستایا جائے:

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيۡدٌ وَ اِنۡ تَفۡعَلُوۡا

فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ بِكُمْ (البقرہ:۲۸۲)[کاتب اور گواہ کو ستایا نہ جائے، اگر ایسا کروگے تو گناہ کا ارتکاب کروگے۔]

vii. گواہ مسلمان ہوں:

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ (البقرہ:۲۸۲)[اپنے مردوں (مسلمان) میں سے دو آدمی کی اس پر گواہی لے لو۔]

viii. جھوٹی گواہی کی شدید مذمت:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان:۷۲) [(اہلِ ایمان) جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔]

حدیث میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے جھوٹی قسم کھائی تا کہ اپنے بھائی کا مال حاصل کر لے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اُس سے ناراض ہوگا''۔[۶] حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا'' کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں، ہم نے کہا کیوں نہیں، آپؐ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ بیٹھ گئے اور فرمایا، سنو اور جھوٹی گواہی، پس آپؐ برابر یہ بات دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا! کاش آپؐ خاموشی اختیار کر لیتے''۔[۷]

عہد نبویؐ کے ابتدائی دور یعنی مکہ میں قضاء کا کوئی خاص نظام نہیں تھا، مسلمان اقلیت میں تھے اور مکہ کے کفار و مشرکین کا ظلم و جبر بھی ہر دن سہتے تھے۔ اُس وقت مسلمانوں کے عقائد کی پختگی اور ایمان کی مضبوطی پر اسلام نے زور دیا۔ لیکن اس وقت بھی کسی بھی طرح کے مسائل میں حضورؐ کی ذات گرامی ہی ''فیصل'' تھی۔

ایک باضابطہ اور حقیقی اسلامی عدالت اور نظامِ قضاء کا قیام اُس وقت عمل میں آیا جب مدینہ میں مسلمانوں کا ایک منظم اسلامی سماج وجود میں آیا۔ مدینہ میں اسلامی ریاست جب قائم ہوئی تو اُس وقت رعایا میں مسلمانوں کے ساتھ یہودی بھی تھے۔ لہٰذا میثاق مدینہ کی شکل میں ایک اعلیٰ اور جامع دستور کی تشکیل ہوئی جو سب سے پہلا اسلامی دستور تھا۔ اس میں نہ صرف مسلمانوں کے لیے قوانین مرتب کیے گئے بلکہ اس ریاست کے غیر مسلم عوام کے لیے بھی قوانین اور حقوق طے کیے گئے۔ اس میثاق مدینہ کی ایک دفعہ میں کہا گیا تھا کہ: یہود بنی عوف بھی تمہارے ساتھ مل کر ایک امت ہیں، اور یہ بات اس میں قطعی طور پر لکھ دی گئی کہ ''ہر قسم کے جھگڑے میں آنحضرت ﷺ کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا''۔[۸]

یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ یہودیوں کے مقدموں کا فیصلہ اُن کی شریعت کے مطابق کیا جاتا تھا، جس کی ہدایت خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح دی تھی کہ: ''یہودی توریت پر عمل کریں تو نصرانی انجیل پر اور مسلمان قرآن مجید پر''۔[۹] چنانچہ حضورؐ نے یہودیوں کے تین مقدمات میں توریت کے مطابق فیصلہ فرمایا۔[۱۰]

مدینہ منورہ میں خود حضورؐ ہی لوگوں کے نزاعات کا حل فرمایا کرتے تھے بلکہ آپؐ کے رہتے کسی اور کی ضرورت ہی نہیں تھی، کیوں کہ حضور ﷺ خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی اس منصب پر فائز کیے گئے تھے۔

لیکن عدالتی امور میں حضورؐ نے صحابہ کرامؓ کی نہ صرف قولی بلکہ عملی تربیت بھی فرمائی، اور بعض اوقات بعض صحابہ کرامؓ سے آپؐ نے بعض نزاعات کا فیصلہ بھی کرایا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے بعض معاملات کے لیے مدینہ منورہ میں مستقل قاضی بھی بنائے، کچھ معاملات کے لیے وقتی قاضی بھی مقرر کیے اور کچھ معاملات میں آپؐ نے اپنی موجودگی میں بھی بعض صحابہ کرامؓ سے فیصلے کروائے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ کا

نام ان خوش نصیبوں میں نمایاں ہے۔ چنانچہ جب حضرت عمرو بن عاصؓ کو حضورؐ نے کسی مقدمہ میں فیصلہ کرنے کے لیے کہا تو اُنھوں نے معذرت کی کہ حضورؐ کی موجودگی میں وہ فیصلہ نہیں کر سکتے، جب آپؐ نے دوبارہ فیصلہ کرنے کے لیے کہا تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے پوچھا اگر میں فیصلہ کروں تو مجھے کیا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نے فیصلہ کیا اور حق کے مطابق کیا تو تمہارے لیے دو اجر اور اگر حق تک پہنچنے کی پوری کوشش کی پھر بھی غلطی ہوگئی تو تمہارے لیے ایک اجر'' [۱۱]

اسی طرح سیدنا عقبہ بن عامر الجہنیؓ کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا جس میں اُنھوں نے حضورؐ کی موجودگی میں فیصلہ کیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ سے بھی آپؐ نے بنو قریظہ کے معاملہ میں فیصلہ کرایا اور جب سعدؓ نے اپنی رائے دی تو آپؐ خوش ہوئے اور فرمایا: ''تیرا فیصلہ وہی ہے جو ساتوں آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کا ہے''۔ حضرت معقل بن یسارؓ کو بھی آپؐ نے کچھ مقدمات میں فیصلہ کرنے کے لیے وقتی طور پر مقرر کیا تھا۔ جب اُنھوں نے قضاء کی اہلیت نہ ہونے کی معذرت پیش کی تو حضورؐ نے کہا ''اللہ قاضی کے ساتھ ہے جب تک کہ وہ جان بوجھ کر ظلم نہ کرے''۔ [۱۲] اس طرح قضاء کی تربیت بھی ہوتی رہتی اور اس کے اصول وضوابط بھی مرتب ہوتے رہے۔

عہدِ نبویؐ میں جب اسلام حجاز کی سرحدوں کو عبور کر کے آگے بڑھا تو اسلامی سلطنت کی وسعت کے ساتھ ان کے انتظامی امور میں بھی اضافہ ہوا اور دار الحکومت کے باہر صوبوں میں علیٰحدہ عدالتی افسروں کی ضرورت محسوس ہونے لگی جو بیک وقت گورنر، سپہ سالار، تحصیل دار اور قاضی کے فرائض انجام دیتے۔ ان صوبوں سے قضاء کی بابت دربارِ نبویؐ میں شکایتیں بھی آئیں اور حضورؐ مابعد تحقیق ان کے لیے ہدایات بھی فرماتے۔ ان قاضیوں کو جب بھیجا جاتا تو آپؐ انھیں عدالتی امور کے متعلق ہدایتیں بھی دیا کرتے۔ ایسی چند احادیث کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱- حضرت معاذ بن جبلؓ کا مشہور واقعہ ہے کہ حضورؐ نے اُن کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجتے ہوئے پوچھا کہ فیصلہ کس طرح کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے کہا، کتاب اللہ سے، فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ملے؟ کہا: رسول اللہ کی سنت کے موافق، فرمایا: اگر رسول اللہ کی سنت میں نہ ملے؟ کہا تو میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ فرمایا: خدا کا شکر ہے جس نے اپنے رسول کے رسول کو ایسی بات کی توفیق دی جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔ [۱۳]

۲- گورنر یمن حضرت عمرو بن حزم کو ایک تحریری مکتوب روانہ کیا جس میں انھیں انصاف رسائی، بے لاگ عدل اور ظلم وستم سے باز رہنے کی تاکید کی گئی۔ [۱۴]

۳- سیدنا علیؓ کو بھی یمن کے ایک علاقہ کا قاضی مقرر کیا تو اُنھوں نے اپنی کم عمری کا عذر کیا تب حضورؐ نے فرمایا: جب تیرے سامنے فریقین آئیں تو جب تک دونوں فریق کی بات نہ سن لو فیصلہ نہ کرنا۔ اس لیے کہ فیصلہ کے واضح ہونے کا یہی راستہ ہے۔ [۱۵]

۴- حضرت عتاب بن اسیدؓ کو حضورؐ نے فتح مکہ کے بعد مکہ کا والی اور قاضی بنا کر بھیجا۔ حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبیؓ کو بھی یمن کے ایک علاقے کا قاضی بنا کر بھیجا۔ اسی طرح حضرت حذیفہ بن الیمان العبسیؓ قاضی بنا کر بھیجے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو بھی یمن کے کسی علاقے کا قاضی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ [۱۶] ان کے علاوہ خود حضرت عمر فاروقؓ، سیدنا ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ

اور عبداللہ بن مسعودؓ کے نام بھی قاضیوں کی فہرست میں آتے ہیں۔

عہدِ نبویؐ کے بعد عہدِ صدیقیؓ میں خود حضرت ابوبکرؓ مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے۔ یہ بھی ذکر آتا ہے کہ آپؓ نے شعبۂ قضاء کی ذمہ داری حضرت عمر فاروقؓ کو اور بیت المال کی ذمہ داری سیدنا ابوعبیدہ بن جراحؓ کے سپرد کی تھیں۔ایک سال کی مدت تک حضرت عمر فاروقؓ کی عدالت میں کوئی مقدمہ نہیں آیا۔[۱۷]

قضاء کے حوالے سے عہدِ فاروقیؓ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔اس میں نظامِ عدل اپنے عروج پر تھا۔قضاء کا نظام منظم اور مضبوط تھا، اور اس کے اصول بھی مرتب ہوئے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

عہدِ فاروقیؓ کے قضاۃ میں اہم نام حضرت زید بن ثابتؓ کا ہے جن کے بارے میں حضرت سعد بن وقاصؓ نے فرمایا: امورِ قضاء کو ہم نے نہیں سمجھا جب تک کہ اسے زید بن ثابتؓ نے نہیں سمجھایا۔حضرت عمرؓ نے انھیں قاضی مقرر کیا اور ان کی تنخواہ بھی مقرر کی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ اور ابی بن کعبؓ کے مابین اختلاف ہوا، مقدمہ قاضی مدینہ حضرت زید بن ثابتؓ کے سامنے پیش ہوا۔حضرت زیدؓ نے صدرِ مجلس کی جگہ سے ہٹ کر وہاں امیر المومنین عمر فاروقؓ کو بٹھانا چاہا تو انھوں نے فرمایا: تم نے ابتداء ہی ظلم سے کی ہے، مجھے اپنے فریق کے ساتھ بٹھاؤ۔ پھر جب حضرت اُبیؓ نے اپنا دعویٰ پیش کیا تو حضرت عمرؓ نے انکار کر دیا، لیکن جب حضرت ابیؓ کے پاس کوئی ثبوت اور گواہ نہیں تھا تو حضرت زیدؓ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے حلف اُٹھانے کو کہا اور ابیؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ امیر المومنین سے حلف نہ اُٹھاؤ، اس پر حضرت عمرؓ نے زید بن ثابتؓ سے کہا: تم جس طرح دوسرے لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرتے ہو اسی طرح ہمارے درمیان بھی کرو، یہ کہہ کر عمر فاروقؓ نے حلف اُٹھایا۔

اُس وقت یہ تاریخی جملہ بھی حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جو قضاء کی تربیت کی بہترین مثال ہے۔فرمایا: ''زید اس وقت تک منصب قضاء کے اہل نہیں ہو سکتے جب تک عمر (امیر المومنین) اور عام مسلمانوں میں سے ایک معمولی آدمی ان کے نزدیک برابر نہ ہوں''۔[۱۸] آپ نے ہی کم سن قاضی حضرت شریح کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔

یہاں یہ تذکرہ بے جا نہ ہوگا کہ قاضی شریح عہدِ فاروقیؓ کے ان قاضیوں میں شمار کیے جاتے ہیں جن کی اعلیٰ ذہانت اور عدالتی امور میں غیر معمولی صلاحیت کی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو باوجود سب کی مخالفت کے عراق کے اہم صوبے کوفہ کا کم سنی میں قاضی مقرر کیا تھا، اور تب سے وہ کل ۷۵ سال کی عمر تک اس منصب پر قاضی رہے۔قاضی شریح نہ صرف بہترین طریقے سے کتاب وسنت کی روشنی میں مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے، بلکہ انھوں نے مقدمات کے حل کے لیے جدید اسلوب بھی استعمال کیے اور جب لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو انھوں نے اپنی ذہانت کا ثبوت دیتے ہوئے جواب دیا: جب میں نے دیکھا کہ لوگوں میں نت نئی بُرائیاں پیدا ہو گئی ہیں تو مجھے بھی نئے طریقے اختیار کرنے پڑے۔

عہدِ علویؓ میں جب حضرت علیؓ اور ایک یہودی کا مقدمہ قاضی شریح کی عدالت میں پیش ہوا تو قاضی شریح نے خلیفۂ وقت حضرت علیؓ سے گواہ طلب کیا، حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کو بطور گواہ پیش کیا تو قاضی شریح نے مدعی جو کہ خلیفۂ وقت تھے اور حضرت حسنؓ جیسی بلند کردار کے حامل شخصیت کے گواہ ہونے کے باوجود یہ کہہ کر یہودی کے حق

میں فیصلہ کیا کہ ''باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی قابلِ قبول نہیں''۔اس واقعہ کے بعد حضرت علیؓ نے قاضی شریح کی تنخواہ بڑھادی۔

یہی نہیں بلکہ کفالت کے معاملے میں قاضی شریح نے اپنے بیٹے کو جیل بھیج دیا،کسی موقع پر قاضی شریح کے بیٹے اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہوگیا تو قاضی شریح نے اپنے بیٹے کو مشورہ دیا کہ وہ اُن کی عدالت میں مقدمہ لائے پھر سماعت کے بعد اُس مقدمہ کو آپ نے خارج کر دیا اور وجہ یہ بتائی کہ ''اگر میرا فیصلہ تمہیں پہلے سے پتا ہوتا تو تم اپنے فریق سے صلح کر لیتے اور وہ چیز حاصل کر لیتے جو فیصلے کے ذریعہ تمہیں ملنے والی نہیں تھی''۔

ان واقعات سے ان کے زہد وتقویٰ اور فراست و بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے ۔ یہ واقعات حضرت عمر فاروقؓ کے قاضی شریح کو منصب قضاء پر فائز کرنے کی تصدیق کرتے ہیں۔ ان کے اسی ذہانت اور عدل کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے انھیں ''اقضی العرب ''کالقب دیا تھا۔

عہدِ عثمانیؓ میں فتوحات کی وسعت کے ساتھ ساتھ نظامِ قضاء بھی مستحکم ہوا۔خود حضرت عثمانؓ مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے،ان کے طریقے میں اجماع کا رنگ غالب تھا۔ جب فریقین ان کے پاس مقدمہ لے کر آتے تو کسی ایک فریق کو کہتے کہ وہ جائے اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، اور طلحہؓ کو بلالائے ۔ جب سب آجاتے تو ان کے سامنے مقدمہ کی سماعت کرتے اور سب سے اس معاملے میں رائے طلب کرتے پھر خوب غور کے بعد فیصلہ صادر کرتے ۔ زید بن ثابتؓ بھی عہدِ عثمانیؓ میں منصبِ قضاء پر فائز تھے۔

عہدِ علویؓ میں بھی نظامِ قضاء بہت عمدہ تھا،حضرت علیؓ نے بہت سے مقدمات کا بہترین حل پیش کیا اور پیچیدہ مقدمات کو حل کرنے کے لیے نئے طریقے سوچے۔ انھوں نے ہی گواہان کو علاحدہ علاحدہ کر کے گواہی لینا شروع کیا تا کہ ایک گواہ دوسرے کی نقل نہ کریں اور حقیقت سامنے آجائے۔

حضرت علیؓ کو اللہ تعالیٰ نے قضاء میں غیر معمولی صلاحیت بخشی تھی۔حضرت محمد ﷺ نے اُنھیں ''اقضاھم علی'' کہہ کر ان کے اس مرتبے کو اور بھی اونچا کیا۔عہدِ فاروقیؓ میں حضرت عمرؓ تقریباً ہر معاملے میں حضرت علیؓ سے رائے طلب کرتے ،کسی موقع پر عمر فاروقؓ نے فرمایا ''اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہوجاتا''۔

ان کا دور آغاز سے ہی اندرونی بغاوتوں اور شورشوں کا رہا جس کی وجہ سے ان کو اپنی غیر معمولی صلاحیت سے نظامِ قضاء کو پروان چڑھانے کا موقع کم ہی ملا۔

عہدِ علویؓ کے اصحابِ قضاء میں ابو ہریرہؓ،عبداللہ بن حارثؓ،ابومسلم بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ،مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ،طلحہ بن عبد الرحمٰن عوفؓ ، ابان بن عثمانؓ ، عمر بن خلدہؓ ، ابوبکر محمد بن عمرو بن حزمؓ،عبداللہ بن عباسؓ مدینہ کے قضات تھے۔

قاضیوں کی تنخواہ

قاضیوں کی تنخواہ کے متعلق یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اسلام میں شروع ہی سے قاضیوں کو معقول اور بیش قرار تنخواہیں دی جاتی رہی، تا کہ وہ رشوت کی لالچ سے محفوظ رہیں اور نفاذ حق میں کوتاہی نہ پیدا ہو۔حضور ﷺ نے بھی قاضیوں کے لیے تنخواہیں مقرر کی تھیں۔عتاب بن اسیدؓ کو جو مکہ کے منصبِ قضاء پر فائز تھے' ماہانہ تیس درہم تنخواہ دی جاتی ، اس طرح سلیمان بن ربیعہ الباہلی کے لیے حضرت عمرؓ نے پانچ سو درہم ماہانہ تنخواہ مقرر کی تھی، اور قاضی شریح کے لیے سو درہم ماہانہ

متعین فرمائی تھی جس کو حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں بڑھا کر پانچ سو درہم کر دیا تھا۔[19]

ان تفصیلات سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اسلام میں قضاء کی کتنی زیادہ اہمیت ہے، اور انصاف کو یقینی بنانے کے لیے اسلامی شریعت میں کئی ادارے قائم کیے گئے ہیں اور اس کے لیے قضاء کے اصول طے کیے گئے اور گواہی کے ضابطے مقرر کیے گئے، تاکہ سماج میں لوگوں کے حقوق ضائع نہ ہوں، اور عدل وانصاف کے ذریعہ سماج ترقی کے زینوں پر آگے بڑھتا رہے۔اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کے دورِ اول میں ان ہی اصولوں کے مطابق قضاء کا محکمہ کام کر رہا تھا اور لوگوں کو عدل وانصاف فراہم ہوتا تھا۔ضرورت ہے کہ اسلام کے نظامِ عدل اور اس کے فطری اصول اور منصفانہ آداب کو دنیا کے سامنے پھر سے پیش کیا جائے، تاکہ انصاف سے محروم ہوتی دنیا کو اسلام کی اس عظیم نعمت اور دنیا والوں کے لیے رحمت کا علم واحساس ہو، اور وہ اس راہ پر گامزن ہو سکے۔

☆

حوالہ جات

۱۔ عدل وانصاف، مولانا حبیب الرحمان، ص:۲۳، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

۲۔ ایضاً

۳۔ صحیح مسلم: کتاب الاقضیۃ، حدیث نمبر ۱۷۱۱

۴۔ صحیح بخاری: کتاب الشہادت، حدیث نمبر ۲۶۸۰

۵۔ سنن ابوداؤد، کتاب الاقضیۃ، حدیث نمبر ۳۵۸۹

۶۔ صحیح بخاری، کتاب الشہادت، حدیث نمبر ۲۶۶۶

۷۔ ایضاً، حدیث نمبر ۲۶۵۴

۸۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہدِ نبویؐ میں نظامِ حکمرانی ص:۱۵۵، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۱۹۹۵ء

۹۔ سورہ المائدہ: ۴۷

۱۰۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہدِ نبویؐ میں نظامِ حکمرانی ص:۱۵۶، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۱۹۹۵ء

۱۱۔ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، حدیث نمبر ۳۵۲۷

۱۲۔ سنن ترمذی، ابواب الاحکام عن رسول اللہ، حدیث نمبر ۱۳۳۰

۱۳۔ سنن ابوداؤد، کتاب الاقضیۃ، حدیث نمبر ۳۵۹۲

۱۴۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہدِ نبویؐ میں نظامِ حکمرانی ص:۱۶۲، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۱۹۹۵ء

۱۵۔ قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، اسلامی عدالت ص:۱۴، قاضی پبلشرز اینڈ ڈسٹریبیوٹرز، ۲۰۱۶ء

۱۶۔ ایضاً ص:۱۴

۱۷۔ ایضاً ص:۱۶

۱۸۔ ایضاً ص:۱۸

۱۹۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہدِ نبویؐ میں نظامِ حکمرانی ص:۱۷۵-۱۷۶، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۱۹۹۵ء

☆☆☆

R.N.I. No. 40341/1983
Date of Printing 7-8 February 2022
Date of Posting 11-12 February 2022

ISSN - 2348-2257
Postal Regd. No. ALG/94/ 2021-23
Ph.: 0571-2703027

Tahzibul Akhlaq (Monthly) Vol. 41, Issue 02, February 2022

ब्राउन बुक पब्लिकेशन प्रा. लि.
BROWN BOOK PUBLICATIONS PVT. LTD.
براؤن بک پبلی کیشنز پرائیوٹ لمیٹڈ

Important Books

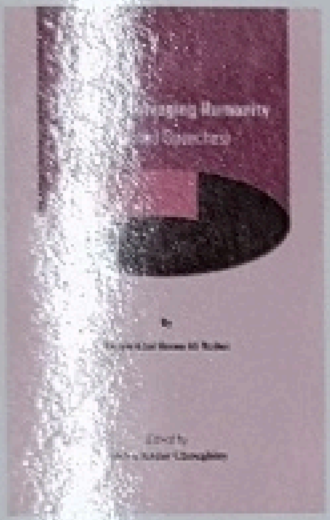

₹ 400/-

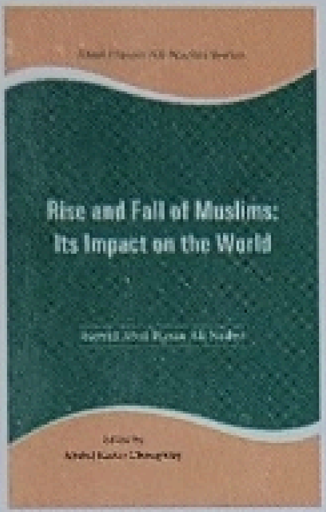

₹ 400/-

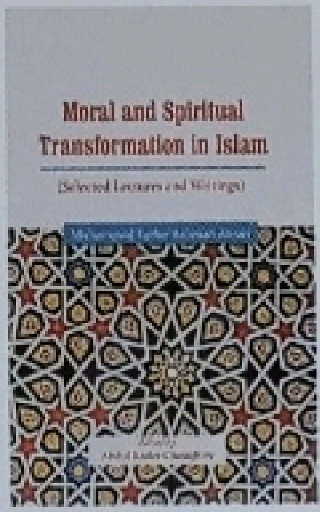

₹ 500/-

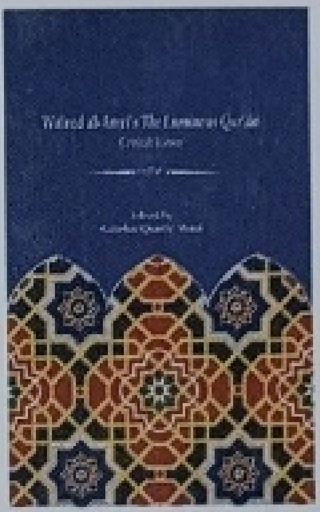

₹ 500/-

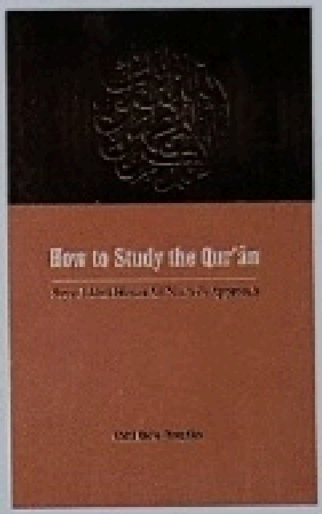

₹ 500/-

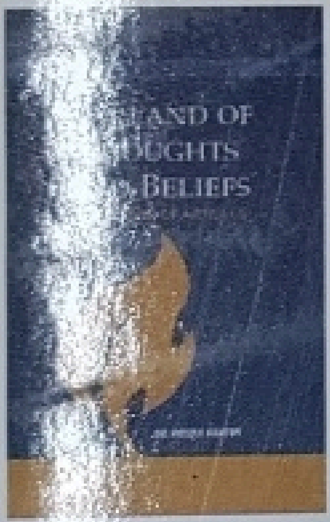

₹ 400/-

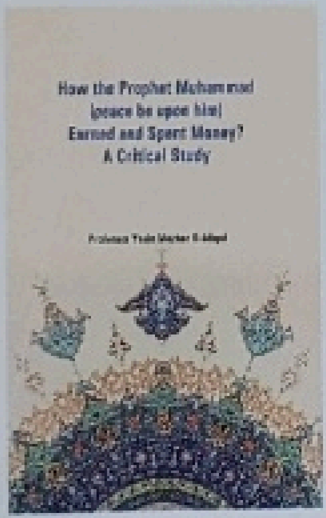

₹ 350/-

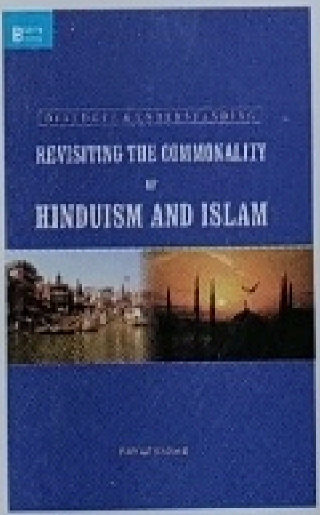

₹ 300/-

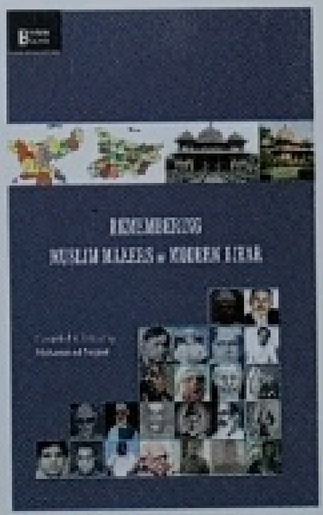

₹ 200/-

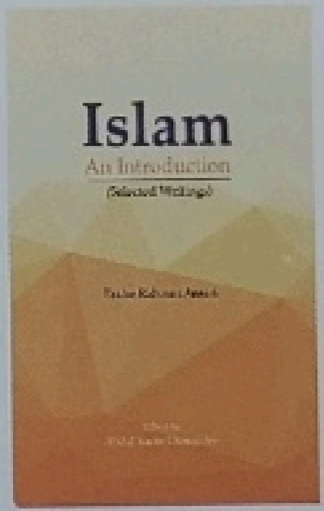

₹ 150/-

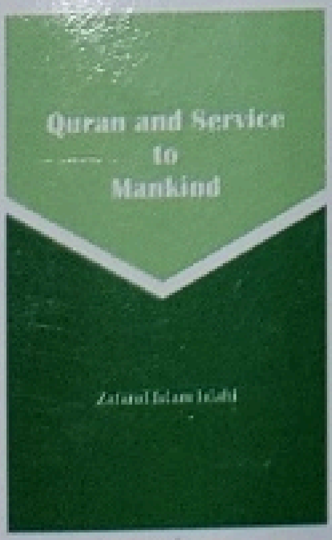

₹ 40/-

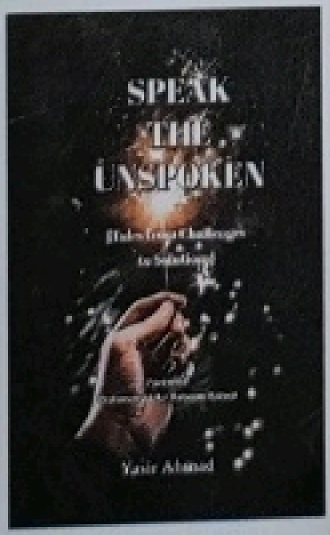

₹ 300/-

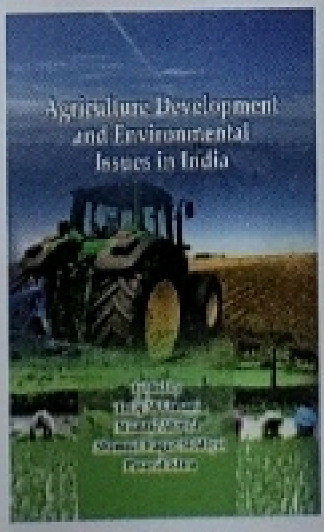

₹ 650/-

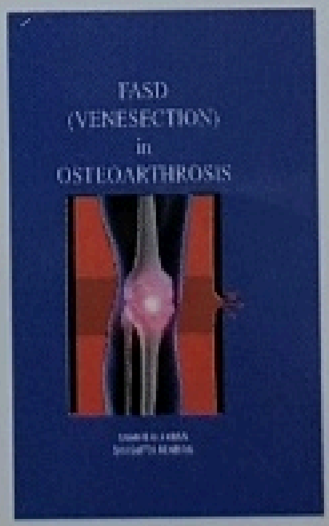

₹ 1200/-

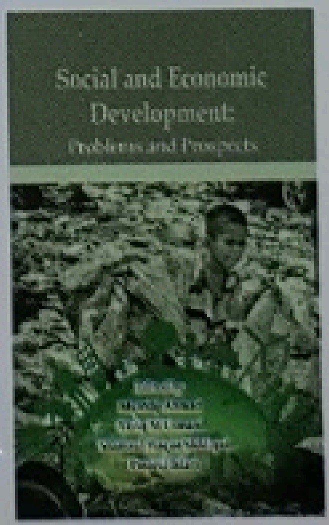

₹ 650/-

Circulation & Distribution Office:

BROWN BOOKS

Opposite Blind School, Qila Road, Shamshad Market, Aligarh-202001
Mob: +91-9818897975, Ph:0571 2700088
E-mail: bbpublication@gmail.com
Website: www.brownbooks.in

Printed at : LITHO OFFSET PRINTERS, Achaltal, G.T. Road, Aligarh